سوال

(181) مکان کے کرایہ دار کا ناجائز طریقے سے کمائے پسوں سے کرایہ دینا

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک شخص نے ایک جائداد مثلا: ایک مکان خریدا اس میں پہلے سے ایک رنڈی کماتی ہے ۔ صاحب مکان نے ہر چند کوشش کی مگر قانونا وہ اس کو نہیں ہٹا سکتا ہے ۔ نہ کوئی دوسری تدبیر چلتی ہے ۔ کرایہ وغیرہ کی تاخیر کا کیس چلانا چاہا مگر نا کام رہا ۔ کیونکہ وہ خود 30/تاریخ کو کرایہ مکان دے جاتی ہے ایسی صورت میں صاحب مکان کے لئے رنڈی سے رقم لینی جائز ہے یا نہیں؟ اور پہلے سے آیا ہوا جو کرایہ جمع ہے اس کو کیا کرے؟ نیز رنڈی سے حکیم فیس لے سکتا ہے یا نہیں؟ دوکان دار اس کے ہاتھ اپنی چیز فروخت کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں اصل کلی کیا ہے؟ اذر سودخوار کی کمائی میں اور رنڈی کی کمائی میں کیا فرق ہے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

عندالحنفیہ اپنا مکان ایسے شخص کو کرایہ اوراجارہ پر دینا جو اس میں کسی معصیت اور امر حرام کا ارتکاب کرے یا اپنی زمین ایسے شخص کو فروخت کرنی جو اس میں بت خانہ وغیرہ بنائے جائز ہے۔ وفی الفتاوی العتابیہ لاباس بیع العصر ممن یتخذ خمر ولا بیع الارض ممن یتخذ کنیسة کذافی التاتار خانیة (عالمكيري 3/93) اوربذل المجهود مولانا خلیل احمد مرحوم لکھتے ہیں کتب مولانا محمد یحیی المرحوم من تقریر شیخہ حضرت مولانا الشیخ رشید احمد قدس سرہ ثم فیہ (فی ایتاء عمر حلة الحریر لاخ لہ مشرک) دلیل لما ذہب الیہ الامام اجارة المسلم دارہ بمن یعلم انہ یرتکب فیہا حراما کمجوسی یتخذ بیت نار او وثنی یتخذہ بیت الاصنام الی غیر ذلک وذلک لان ایتاء ذلک لیس بمستلزم تلک المعصیة وانما یتحلل بینہما فعل فاعل مختار ان یفعل او ان لایفعل فان عمر حین اعطی الحلة اخاہ کان علی یقین من لبسہ ایاہا غیر انہ لما لم یکن مستلزما لبسہ ایاہا بل جاز ان یکون کسوتہ ایاہ ککسوة النبی صلی اللہ علیہ وسلم تلک الحلة عمر فانہ لم یترتب علیہ لبس ایاہا کذلک کان جائزا ہہنا انتہی مافی البدل

قلت : الاستدلال بہ علی ماذہب الیہ ابوحنیفة سخیف جدا بعید اغایة البعد فان لبس الحریر کعبادة النار والصنم والوثن والاکالبغاء والزنا وان الاول کان مباحا فی شریعتنا فی اول الامر واما عبادة غیر اللہ والفواحش فلم تکن حلالا قط لافی شرعنا ولافی شرع من قبلنا فقیاس ذلک علی ہذہ لیس فی موضعہ وایضا الکافر لیس بمخاطب بالفروع عندالحنیفة واما التوحید واما التوحید وعدم الاشراک باللہ والاجتناب عن عبادة غیرہ اللہ والفواحش فلاشک انہ مکلف بہ وما موربہ ومطلوب من فی کل حین ایضا قصة ایتاء عمر الحلة لاخیہ المشرک انما تکون حجة اذا ثبت اطلاع النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ذلک وتقریر ایاہ ولم یتحقق ذلک الی الان وایضا من این علم ان عمر کان علی یقین من لبس اخیہ المشرک تلک الحلة؟ وہذا الحکم من صاحب التقریر لاشک انہ من قبیل الرجم بالغیب فلاینبغی الالتفات الیہ ولسخافة ہذا الاستدلال وبعدہ عن الصواب وجوہ اخری لاتخفی علی المتامل

فالذی تتدین اللہ بہ انہ لایجوز انہ لایجوز اجارة الدار لمن یرتکب فیہا حراما من المحرمات الومعصیة من المعاصی مثل : الزنا والبغا وعبادة النار والصنم والقمار وعصر العنب للخمر وبیعہ وشربہ قال

الحافظ ابن تیمیہ فی فتاواہ (4/42)

ثم فی معنی ہولاء کل بیع اواجارۃ اواعارۃ تعین علی معصیۃ اذاظہر القصدوان جازان یزول قصد المعصیۃ مثل : بیع السلاح للکفار اوللبغاۃ اَولقطاع الطریق اولااہل الفتنۃ و بیع الرقیق لمن یعصی اللہ فیہ الی غیر ذلک من المواضع فان ذلک قیاس بطریق اَولالی علی عاصر الخمر ومعلوم ان ہذا انما استحق اللعنۃ وصارت اجازتہ و بیعہ باطلا اذاظہر ان المشرق اولمستاجرید التوسل بمالہ و نفعہ الی الحرم فیدخل فی قولہ تعالی : وَلَاتَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ : 2)

ومن لم یراع المقاصد فی العقود یلزمہ اَن لایلعن العاصر واَن یجوزلہ اَن یعصر العنب لکل اَحدواِن ظہرلہ اَن قصدہ التخمیر لجواز تبدل القصد ولعدم تاَثیر القصد عندہ فی العقود وقد صرحوا بذلک وہذا مخالف بنیتہ لسنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ویؤیدہذا ما رواہ الإمام اَبو عبداللہ بن بطۃ بإسنادہ عن عبداللہ بن بریدۃ عن اَبیہ قال : قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : [من جس العنب اَیام القطاف حتی یبیعہ من یہودي اَو نصرانی اَو ممن یتخذہ خمرا فقد تقحم النار علی بصیرۃ]

وقال ابن قدامہ فی المغنی (132/8) : ولایجوز للرجل إجارۃ دارہ لمن یتخذہا کنیسۃ اَو بیعۃ اَو یتخذہا لبیع الخمر اَو القمار وبہ قال الجماعۃ وقال ابو حنیفۃ : ان کان بیتک فی السواد فلا باس ان توجرہ لذلک وخالفہ صاحباہ واختلف اصحابہ فی تاویل قولہ : ولنا انہ فعل محرم فلم تجز الاجازۃ علیہ کاجارۃ عبدہ للفجوراتہی

ثم انہ لابد علیک ان تراجع زادالمعاد (778/5) للحافظ ابن القیم فانہ بسط فیہ مذاہب الائمۃ الاربعۃ مع الدلیل ثم ردابی حنیفۃ رداحسنا لعلک ہذا البسط عند غیرہ

یہ معلوم ہے کہ رنڈی کا اجارۃ علی الزنا حرام ہے اوراس کی کمائی (اجرت زنا) شرعاً خبیث وناپاک ہے یہاں تک بعد توبہ بھی اس کےلیے اس کی کمائی سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے (نہی رسول اللہ عن ثمن الکلب ومہر البغی وحلوان الکاہن (صحیحن) لیکن بایں ہمہ اس کےلیے یہ ضروری نہیں بلکہ جائز بھی نہیں کہ اس اجرت کوجسے وہ لے چکی ہےاپنے سابق آشناؤں کوواپس کرے ۔ بلکہ اسے اپنی یہ حرام کمائی فقراء ومساکین کودے چاہیے اس نیت کے کہ اس کوخیرات پراخروی اجر حاصل ہوگا (لان اللہ طیب لایقبل الاالطیب بلکہ محض دفع فاقہ ورفع مشقت کی نیت سے ۔

قال الامام الحافظ ابن القیم فی زادالمعاد (5/778) فان قیل : فما تقولون فی کسب الزانیۃ اذاقبضتہ ثم ثابت ہل تجب علیہا ردہا الی اربابہا ؟ ام یطیب لہا ؟ ام تصدق بہ ؟

قلنا : ہذا ینبنی علی قاعدۃ عظیمۃ من قواعد الاسلام وہی ان من قبض مالیس قبضتہ شرعا ثم ارادا التخلص منہ فان کان المقبوض قداخذ بغیر رضا صاحبہ ولااستوفی عوضہ ردہ علیہ فان تعذرردہ علیہ قضی بہ دینا یلعمہ علیہ فان تعذر ذلک ردہ الی ورثتہ فان تعذر ذلک تصدق بہ عنہ فان اختار صاحب الحق ثوابہ یوم القیامۃ کان لہ وان ابی الایاخذ من حسنات القابض استوفی من نظیر مالہ وکان ثواب الصدق للمتصدق بہا کما ثبت عن الصحابۃ رضی اللہ عنہم

کان المقبوض برضی الدافع، وقد استوفی عوضہ المحرم کمن عاوض علی خمر اَو خنزیر اَو علی زنی اَو فاحشۃ، فہذا لایجب ردالعوض علی الدافع، لاَنہ اَخرجہ باختیارہ واستوفی عوضہ المحرم، فلایجوز اَن تجمع لہ بین العوض والمعوض عنہ، فاِن فی ذلک إعانۃ لہ علی الاِثم والعدوان، وتیسیر الاَصحاب المعاصی، وماذا یرید الزانی وصاحب الفاحشۃ إذا علم اَنہ ینال غرضہ ویسترد مالہ ؟ فہذا مما تصان الشریعۃ عن الاِتیان بہ ولایسوغ القول بہ، وہو یتضمن الجمع بین الظلم والفاحشۃ والغدر، ومن اَقبح القبح اَن یستوفی عوضہ من المزنی بہا

ثم یرجع فیما اَعطاہ قہرا، وقبح ہذا مستقر فی فطر جمیع العقلاء فلاتاَتی بہ شریعۃ، ولکن لایطیب للقابض اَکلہ، بل ہو خبیث، کما حکم علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ولکن خبثہ لخبث مکسبہ لا لظلم من اَخذ منہ، فطریق التخلص منہ وتمام التوبۃ بالصدقۃ بہ فان کان محتاجا الیہ فلہ ان یاخذ محتاجا الیہ فلہ ان یاخذ قدر حاجتہ و یتصدق بالباقی فہذا حکم کل کسب خبیث لخبث عوضہ عینا کان او منفعۃ ولایلزم من الحکم بخبیثۃ وجوب ردہ علی الدافع فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بخبث کسب الحجام والایجب ردہ علی دافعہ انتہی بقدر الضروۃ

اورجب رنڈی کومکان کرایہ پردینا جس میں وہ پیشہ کمائے شرعاناجائزوحرام ہے ۔ اوریہ اجارہ باطل ہے کما قال ابن القیم (فی زادالمعاد 5/784 : إذا غلب علی ظنہ اَن المستاَجر ینتفع

بهافی محرم، حرمت الإجارة؛لأن النبی - صلی الله علیه وسلم - لعن عاصر الخمر ومعتصرها والعاصر إنما یعصر عصیرا، لکن لما علم أن المعتصر یرید أن یتخذه خمرا فیعصره له : استحق اللعنة، قالوا : وأیضا فإن فی ہذا معاونة علی نفس ما یسخط الله ویغضبه، ویلعن فاعله، فأصول الشرع وقواعده تقتضی تحریمه، وبطلان العقد علیه انتهی

تومالک مکان شرعا اجرت وکرایہ کا مستحق نہیں ہوگا لیکن چوں کہ صورت مسؤلہ میں رنڈی کو اس مکان سے قانونا نکالا جاسکتا اور باوجود مالک مکان کی کراہت وعدم رضا کے وہ اس مکان سے سکونت کے ذریعہ فائدہ اٹھاتی رہے گی۔ اس لیے مالک مکان کرایہ لینے سے انکار نہ کرے کیوں کہ کرایہ نہ لینے کا مطلب یہ ہوگا کہ رنڈی عوض (کرایہ مکان) اور معوض (منفعت مکان یعنی : سکونت) دونوں کے ساتھ منتفع ہوتی ہے جو سراسر اعانۃ علی الاثم والعدوان میں داخل ہے۔ اور اصحاب معاصی کے لیے سہولت وآسانی پیدا کرنے کے مرادف ہے اور یہ عقل وفطرت ومذہب سب کے خلاف ہے پس مالک مکان کرایہ لے لیا کرے لیکن اس خیال سے نہیں کہ وہ ازروئے شریعت اس اجرت وکرایہ کا مستحق ہے اور اس کے لیے اس سے انتفاع جائز ہے بلکہ محض اس خیال سے کہ حتی الامکان اعانۃ علی الاثم والعدوان کا ذریعہ بننے سے محفوظ رہے۔ پھر یہ کرایہ اور وہ روپیہ جو رنڈی سے لیا ہو اس کے پاس جمع ہے سب کاسب ہاؤس ٹیکس انکم ٹیکس منافع ٹیکس اور مال گذاری میں صرف کرتا رہے اور فاقہ مست محتاجوں اور معذوروں کو دے دیا کرے۔ اس نیت سے نہیں کہ اس کو اس خیرات کا ثواب ملے گا بلکہ محض فقر وفاقہ گرسنگی اور برہنگی دور کرنے کا ارادہ سے

(1) عن ابی ہریرۃ قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : اذا أدیت زکاۃ مالک فقد قضیت ما علیک ومن جمع مالا حراما ثم تصدق به (ای لتحصیل الاجر) لم یکن فیه اجر وکان اصره علیه رواه ابن خزیمه وابن حبان فی صحیحیها والاالحاکم کلهم من روایة دراج عن ابن حجیرة عنه ورواه الطبرانی من حدیث ابی الطفیل ولفظه : ومن کسب مالا حراما فاعتق من ووصل منه رحمه کان ذلک اصرا علیه

(2) وروی ابوداود فی المراسیل عن القاسم بن مخمیرة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من اکتسب مالا من ماثم به رحمه أو تصدق به اونفعه فی سبیل الله جمع ذلک کله جمیعا فقذف به فی جهنم

(3) عن عبدالله بن مسعود - رضی الله عنه - قال : قال رسول الله صلی الله علیه وسلم :

((إن الله تعالی قسم بینکم أخلاقکم، کما قسم بینکم أرزاقکم وإن الله تعالی یعطی الدنیا من یحب ومن لا یحب؛ ولا یعطی الدین إلا لمن یحب فمن أعطاه الله الدین فقد أحبه؛ ولا والذي نفسی بیده لا یسلم أو لا یسلم عبد حتی یسلم - أو یسلم : قلبه ولسانه، ولا یؤمن حتی یأمن جاره بوائقه، ولا یکسب عبد مالاً من حرام فیتصدق منه فیتقبل منه؛ ولا ینفق منه فیبارک له فیه، ولا یترکه خلف ظهره إلا کان زاده إلی النار، إن الله تعالی لا یمحو السیء بالسیء؛ ولکن یمحو السیء بالحسن؛ إن الخبیث لا یمحو الخبیث)) . رواحمد وغیره من طریق ابان بن اسحق عن الصباح بن محمد قد حسنها بعضهم (الترغیب والترهیب 2/237)

یہی حکم اس سود خوار کی سودی کمائی کا ہے جو سودی لین دین سے توبہ کرے۔ ہر اس حکیم کو جو محض مردم شمار کا مسلمان نہیں ہے رنڈی کے علاج سے پرہیز کرنا چاہیئے الا عندالاضطرار۔ اور اگر رنڈی کے یہاں بغرض معائنہ چلا جائے اور فیس لے لے تو اس کے لیے اس سے انتفاع درست نہ ہوگا بشرطیکہ اس رنڈی کے پاس بجز اس حرام کمائی کے دوسری حلال اور طیب کمائی نہ ہو۔ روی عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی الله علیه وسلم من اشتری سرقه وہو یعلم انها سرقه فقد اشترک فی عارہا واثمها راوه البهقی (5/332) وفی اسناده احتمال للتحسین ویشبه ان یکون موقوفا اور اگر وہ حلال کمائی بھی رکھتی ہے تو فیس لینی جائز ہوگی۔ یہی تفصیل اس کے ہات کسی چیز کے فروخت کرنے میں بھی ملحوظ ہوگی۔

وقال فی حدائق الازہار (ویجوز معاملة الظالم بیعا وشراء ومالم یظن تحریمه انتهی

قال العلامه الشوکانی فی شرحه السیل الجرار : أقول : قد ثبت وقوع المعاملة منه صلی الله علیه وسلم لمن یفد إلی المدینة من الأعراب الباقین علی الشرک إذ ذاک وہکذا معاملة أصحابه رضی الله عنهم لهم بمرأی منه صلی الله علیه وسلم ومسمع وهم فی حال جاہلیتهم مرتطمون فی المحرمات مرتکبون للظلم وغالب ما فی أیدیهم مما یأخذونه قهرا وقسرا وغصبا من أموال بعضهم بعضا مع کونهم مسترین علی ربا الجاہلیة الذي ہو الربا المحرم بلا خلاف وہکذا کان صلی الله علیه وآله وسلم وأصحابه یعاملون الیهود من أہل المدینة وممن حولها وهم مستحلون لکثیر ما حرمه شرعنا وہکذا کان صلی الله علیه وسلم یعامل ہو وأصحابه أہل مکة قبل الهجرة ومن یرد إلیها من طوائف الکفار ولم یسمع علی کثرة ہذه المعاملة وتطاول مدتها أنه صلی الله علیه وسلم قال : ہذا کافر لا تحل معاملته ولا قال أحد من الصحابة کذلک

وإذا كان ہذا فی معاملة الكفار الذين ہذا حالہم وملكہم فكيف لا تجوز معاملة من ہو من المسلمين مع تلبسه بشيء من الظلم فإن مجرد كونه مسلما يردعه عن بعض ما حرمه الله عليه وإن وقع فی بعض المحرمات تنزه عن بعضها فغاية الأمر ما فی يده قد يكون مما ہو حرام وقد يكون مما ہو حلال ولا يحرم على الإنسان إلا ما ہو نفس الحرام وعينه

وأما طريقة الورع فلا شك أن الأمر كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما صح عنه : "الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات" [البخاري "1/126"، "4/290"، مسلم "3330"، الترمذي "1205"، النسائی "4453"، ابن ماجة "3984"] ، والمؤمنون وقافون عند الشبهات ولكنه قال لو كان ہذا أعني معاملة الظالم من ہذا القبيل لما فعله رسول الله صلى الله عليه وسلم وفعله أصحابه مع علمه لذلك وتقريره له وإذا كان ہذا فی المعاملة بالبيع والشراء ونحوهما كان فی قبول عطائہم وہباتہم كذلك فقد كان الصحابة بعد انقراض خلافة الخلفاء الراشدين يقبضون العطاء والجوائز والہبات ممن بعدہم مع تلبسهم بشيء مما لا يبيحه الشرع وعدم توقفہم على ما يسوغه الحق ولہذا يقول صلى الله عليه وسلم : "الخلافة بعدي ثلاثون عاما ثم تكون ملكا عضوضا انتہی كلام الشوكانی

اور حنفی مذہب کی تفصیل یہ ہے کہ جس عورت کے پاس مال حرام ہو(اجرت زنا ونوحہ وزمرورقص)اگر اور حلال مال بھی اس کے پاس ہے اور وہ مال حرام کی نسبت زائد ہے ۔ تو اس کی دعوت کھانی اور ہدیہ لینا اور اجرت مکان یا اجرت علاج (فیس) لینی درست ہے بشرطیکہ یہ معلوم ہو کہ جو کچھ اس نے اجرت یا ہدیہ وغیرہ میں دیا ہے عین مال حرام سے ہے اور اگر یہ معلوم ہو یا یہ کہ مال حرام غالب ہو تو کچھ درست نہیں ہے ۔

الاشباہ والنظائر میں ہے اذا كان غالب مال المهدی حلال فلا باس بقبول ہديته واكل ماله مالم يتبين انه من حرام وان كان غالب ماله الحرام لايقبلها والايا كلها الااذاقال اوورثه او استقرضه انتہی

اور حفظ الاصغرین میں ہے : فان قلت : كيف ساغ للفقير تناول مافيه خبث ؟ قلت : محله عدم علمه بحقيقة الحال وان علم به فہو كغيره لا يحل له انتہی

اور خزانۃ الروایات میں ہے : فی ملتقط الناصری اكل الربا او كاسية حرام اہدی اليه اواضافة وغالب مناله الحرام لايقبل ولاياكل مالم يميز ان ذلك المال حلال ورثه او استقرضه وان كان غالب ماله حلالا لاباس بقبول ہديته والاكل منه انتہی

اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ وہ شخص جس کا کل مال حرام ہے اگر خیرات کرنا چاہیے تو قرض لے کر کرے اور اپنے مال خبیث سے اس قرض کو ادا کرے اور قرض لے جو جو خیرات کرے گا اس کا ثواب اس کو ملے گا اور نذر تحفہ ہدیہ اجرت علاج وغیرہ لینا بھی اس سے درست ہوگا ۔

حفظ الاصغرین میں ہے فی الخلاصۃ : قال شرح حبل الخصاف لشمس الائمه ان شيخ ابا القاسم كان ممن ياخذ جائزة السلطان وكان يستقرض جميع حوائجه ويقضی دينه بما ياخذ من الجائزة انتہی

قلت : ہذه حيلة شنيعة لتحليل الانتفاع بالمال الحرام الخبيث وہی حرام عندنا

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب الإجارۃ والشفعۃ

صفحہ نمبر 374